إنّ الفضل بید الله یؤتیه من یشاء ۔ عسیٰ أن یبعثك ربّك مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۴۵

الله اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؍

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۴۲ | مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۲ محرم سنہ ۱۳۵۰ ہجری | جلد ۱۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے

"نماز بڑی ضروری چیز ہے۔ اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالےٰ سے دُعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے نماز اس لیئے نہیں کہ ٹکریں ماری جائیں۔ یا مُرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ کسی کے کہنے سُننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں۔ نماز خدا تعالےٰ کی حضوری ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھکر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو۔ تو ایسے طریق سے۔ کہ تمہاری صورت صاف بتا دے۔ کہ تم خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو۔ اور جھکو۔ تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے۔ اور سجدہ کرو۔ تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے۔ اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کیلئے دُعا کرو" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دو روز سے بعارضہ بخار بیمار رہیں۔ احباب حضورؑ کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

مدرسہ کی چار دیواری مکمل طور پر تعمیر ہو چکی ہے مگر فرش وغیرہ باقی ہے۔ جو لگایا جا رہا ہے۔ ۷۔ جون ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے عمارت کا ملاحظہ کیا۔

۵۔ جون بعد نماز عشا جناب قاضی محمد علی صاحب مرحوم کی ...میں کامیاب مشاعرہ ہوا۔ جو ۱۲ بجے تک رہا۔ عربی۔ فارسی اور اردو کی بہت سی نظمیں پڑھی گئیں۔

۶۔ جون میاں نور الدین صاحب خادم مہمانخانہ چند روز بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ احباب انکی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ بیوہ مستری عبدالکریم صاحب مرحوم بھی ۶۔ جون کو اپنے خاوند کی وفات کے ایک ماہ بعد فوت ہو گئیں۔ دُعائے مغفرت کی جائے۔

۷۔ جون بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے اپنے بچے عبدالرزاق کی دعوت ولیمہ دی۔ جس کا نکاح پانصد روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے صادقہ بیگم کے ساتھ پڑھا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب اور گول میز کانفرنس

جناب ناظر صاحب امور خارجہ نے گول میز کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں مسلمانوں کی نمائندگی کے متعلق جو چٹھی حال میں ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجی۔ اور جو ۲۔ جون کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے اس حصہ کے متعلق جو جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے تعلق رکھتا تھا جناب چوہدری صاحب موصوف نے ایک مکتوب برائے اشاعت بھیجا ہے۔ جسے جناب ناظر صاحب امور خارجہ قادیان کے نوٹ کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب چوہدری صاحب کا مکتوب

نیو دہلی ۲۔ جون ۱۹۳۱ء

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی تاریخ کے الفضل میں جو ابھی میں نے دیکھا ہے۔ ناظر صاحب امور خارجہ کی طرف سے ایک چٹھی وائسرائے صاحب بہادر کے نام چھپی ہے۔ اور اس میں یہ درج ہے۔ کہ ناظر صاحب نے افواہاً سنا ہے۔ کہ آئندہ گول میز کانفرنس کے متعلق تجویز ہے۔ کہ مجھے نمائندہ نامزد نہ کیا جائے۔ ناظر صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ اس امر کا اعلان کرتے وقت اس افواہ کی تصدیق کر لیتے۔ یہ افواہ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ جو نمائندگان پچھلے سال گول میز کانفرنس میں حصہ لے چکے ہیں۔ ان کی نامزدگی کا کوئی سوال ہی نہیں۔ وہ لازماً آئندہ اجلاسوں کے لئے بھی نمائندگان تصور کئے جائیں گے۔ ہاں اگر کوئی نمائندہ خود جانے سے انکار کر دے یا کسی معذوری کا اظہار کرے۔ تو اس کی جگہ کوئی اور نمائندہ نامزد کر دیا جائے گا۔ اس لئے یہ درست نہیں۔ کہ مجھے نامزد نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ نامزدگی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ والسلام

خاکسار ظفر اللہ خان

جناب ناظر صاحب امور خارجہ کا نوٹ

مکرمی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ مجھے جناب گورنر جنرل وائسرائے ہند کو یہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ کہ جناب چوہدری صاحب کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ضرور بھیجا جائے۔ کیونکہ جب تک وہ خود انکار نہ کریں۔ ان کا جانا لازمی ہے۔ اور یہ کہ اس لئے مجھے چاہیئے تھا۔ کہ میں افواہ کی پہلے تحقیقات کر لیتا۔ اور پھر اس قسم کا خط لکھتا۔ اس کے متعلق میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جس علم کی بناء پر میں نے خط لکھا ہے۔ اس میں اس امر کے متعلق کافی شبہ کی گنجائش ہے۔ کہ چوہدری صاحب گول میز کانفرنس میں شریک نہ کئے جائیں۔ البتہ یہ ممکن ہے۔ کہ میری یہ رائے جن حالات پر قائم ہوئی ہے۔ ان کا علم چوہدری صاحب کو نہ ہو۔ یا ان کا علم ہوتے ہوئے وہ ان سے وہ نتیجہ نہ نکالتے ہوں۔ جو میں نے نکالا ہے۔ میرا شبہ اس جواب سے اور بھی قوی ہو گیا ہے۔ جو ہز ایکسی لنسی دی گورنر جنرل کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ اس میں سے ایک فقرہ بیان درج کرتا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سوال ایسا قطعی طور پر فیصلہ شدہ نہیں۔ جیسا چوہدری صاحب سمجھتے ہیں:-

"The whole question of personnell is at present receiving his earnest consideration & that he is glad to be in receipt of your views on the subject"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اگر پہلے ممبروں کا جانا بہر حال لازمی ہوتا۔ تو ضرور مجھے یہ جواب دیا جاتا۔ کہ چوہدری صاحب کے جانے یا نہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً جبکہ میں نے اس امر پر اپنے خط میں خاص زور بھی دیا تھا۔ کہ چوہدری صاحب کو ضرور بھیجا جائے۔ لیکن یہ جواب نہیں دیا گیا۔ پس مجھے اس امر پر اصرار ہے۔ کہ اپنے علم کی بناء پر میرے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ میں وہ خط بھیجتا۔ جو میں نے ہز ایکسی لنسی کو بھیجا۔ اور وائسرائے صاحب بہادر کے خط سے یہ ثابت ہے۔ کہ میری تحریک عین وقت پر تھی۔

عبد الرحیم درد ناظر امور خارجہ قادیان۔ ۶۔ جون ۱۹۳۱ء

ایک استانی کی ضرورت

احمدیہ گرلز سکول قادیان کے لئے ایک استانی جے۔ وی سند یافتہ کی ضرورت ہے۔ جو مخلص احمدی۔ خوش اخلاق اور محنتی ہو خواہشمند جلد خود اپنی قلمی درخواستیں معہ نقول سارٹیفکیٹ و تصدیق و سفارش امیر جماعت یا سکرٹری تعلیم و تربیت۔ یا سکرٹری لجنہ مقامی متعلق کیریکٹر و احمدیت میرے نام بھیجدیں۔ درخواست میں یہ بھی لکھیں کہ عمر کیا ہے۔ مدرسی کا کتنا تجربہ ہے۔ کس کس سکول میں کام کیا ہے۔ اور کس سال کہاں سے جے وی پاس کیا ہے۔ جن امیدواروں کی درخواستیں پہلے ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے دفتر میں پہنچ چکی ہیں۔ وہ بھی ان تفاصیل کے ساتھ دوبارہ اپنی درخواستیں بھیجیں۔ آخری تاریخ انتخاب کی ۳۰۔ جون ہو گی۔ نیز کم سے کم تنخواہ جس پر راضی ہو۔ وہ بھی لکھ بھیجیں۔ محمد اسمٰعیل سول سرجن منٹگمری۔

(پریذیڈنٹ گرلز سکول کمیٹی و نائب صدر لجنہ)

اخبار احمدیہ

عہدہ داران جماعت احمدیہ والٹن ٹریننگ سکول لاہور

(۱) حکیم دین محمد صاحب اکونٹنٹ پروونس ہارس لاہور چھاؤنی (پریزیڈنٹ) (۲) ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن والٹن ٹریننگ سکول لاہور (وائس پریزیڈنٹ) (۳) محمد اسمٰعیل کلرک۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ والٹن ٹریننگ سکول لاہور۔ سکرٹری۔

خاکسار محمد اسمٰعیل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دعا کا اثر

خاکسار کو پہلے بھی دو دفعہ نوٹس ہوا تھا۔ مگر حضرت اقدس کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے تخفیف میں آنے سے بچایا۔ مگر ۱۰ مئی ۱۹۳۱ء کو تمام سرکل میں جونیر ہونے کی وجہ سے میں علیحدہ کر دیا گیا۔ کوئی صورت باقی نہ تھی۔ اور نہ کوئی اپیل ہی ہو سکتی تھی۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دعا کے لئے برابر خطوط لکھتا رہا۔ آخر خداوند کریم نے غیر معمولی طور پر کچھ غیب سے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ ایک سینیر آدمی کو نکال دیا گیا۔ اور مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۳۱ء خاکسار کو واپس بلا لیا گیا۔ میری سروس کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ دو روپے ترقی مل گئی ہے۔ میری اس بحالی پر میرے تمام دفتر والے حیران ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نمانشان ہے۔ جو اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ خاکسار غلام حسین احمدی نقشہ نویس محکمہ نہر منٹگمری۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین

تازہ پرچہ شائع ہو چکا ہے اور احباب کی خدمت میں بھیج دیا گیا ہے۔ اکثر احباب کا چندہ گذشتہ سال کا ختم ہو چکا ہے۔ لیکن ہم نے یہ پرچہ وی۔ پی نہیں کیا۔ اس لئے خریدار احباب کو ناحق پانچ پیسے آنے کا زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ ہم بہی خواہان تعلیم الاسلام ہائی سکول سے امید رکھتے ہیں کہ وہ رسالہ کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں گے۔ نیز اگر کسی صاحب کو رسالہ کا تازہ پرچہ نہ پہنچا ہو۔ تو وہ فوراً طلب فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

تلاش عزیز

عزیزم جمیل الرحمن صاحب جالندھر ہوشیارپور کے علاقہ میں صابون جا کر فروخت کیا کرتے تھے۔ مگر اب ان کا ایک ماہ سے کوئی پتہ نہیں۔ ہوشیارپور سے ایک خط ۲ مئی کو آیا تھا۔ اس کے بعد کوئی اطلاع نہیں آئی۔ کہ وہ کہاں ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو ان کا پتہ ہو۔ تو وہ مجھے جلد مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ حلیہ حسب ذیل ہے۔ عمر ۲۲ سال قد درمیانہ۔ ناک لمبی۔ سر میں دائیں طرف پھوڑے کا نشان۔ وہ اپنے استاد مستری شیر محمد صاحب احمدی ساکن فرید کوٹ کے ہمراہ تھے۔ مگر اب دونوں کا کوئی پتہ نہیں۔ خاکسار فضل الرحمن احمدی سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سامانہ پٹیالہ

درخواست دعا

والدم بزرگوار اخوند محمد افضل خانصاحب میونسپل کمشنر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۴۲ قادیان دارالامان مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

آریہ سماج عجیب کشمکش میں

ویدوں کو ماننے اور نہ ماننے کا سوال

بانیٔ آریہ سماج نے یہ دیکھ کر کہ ہندو دھرم کے عقاید اور ویدوں کی تعلیم موجودہ زمانہ کے ہندوؤں کو مطمئن کرنے کے ناقابل ہے۔ جہاں پُرانے ہندوانہ عقائد میں تغیر و تبدل کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ وہاں ویدوں کے منتروں کے مفہوم کو قابلِ تسلیم بنانے کے لئے بھی بہت کچھ سعی کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس میں انہیں کچھ بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور آج ان کے ماننے والوں کی اپنے ہی بیان کے مطابق عقائد کے لحاظ سے تو یہ حالت ہے۔ کہ:-

"آریہ سماج میں اس وقت ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو عملی زندگی میں آریہ سماج کے کسی بھی سدھانت (عقیدہ) پر عمل نہیں کرتے" (آریہ گزٹ۔ ۳۰۔ مئی سنہ ۱۹۳۱ء)

اور دوسری طرف یہ کہ:-

"ویدوں کو ایشوری گیان تک نہیں مانتے۔ ان میں اتہاس (تاریخ) مانتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ آریہ سماج میں ایسا انقلاب آجائے۔ کہ وہ ایسے وچار رکھتے ہوئے ہی آریہ سماج میں نشِ شنک ہو کر رہ سکیں" (آریہ ویر ۲۶۔ مئی سنہ ۱۹۳۱ء)

گویا ایک طرف تو آریہ سماج میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو ان عقائد کو جو بانیٔ آریہ سماج نے پیش کئے تھے ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور انہیں ناقابلِ تسلیم قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ویدوں کو ایشوری گیان نہیں مانتے۔ بلکہ انسانوں کی بنائی ہوئی کتب قرار دیتے ہیں۔ جب یہ حالت ان لوگوں کی ہے۔ جو آریہ سماجی کہلاتے۔ اور آریہ سماج میں خاص پوزیشن رکھتے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ پنڈت دیانند جی نے ویدوں کو ایشوری گیان کی حیثیت سے پیش کرنے اور ہندوانہ عقائد کو قابلِ تسلیم قرار دینے کے لئے جو کوشش کی تھی۔ وہ بالکل ناکام ثابت ہوئی۔

ان حالات میں آریہ سماجی عجیب کشمکش میں مبتلا ہو چکے ہیں ان میں سے ایک گروہ تو یہ چاہتا ہے۔ کہ جو لوگ آریہ سماج کے سدھانتوں کو نہیں مانتے۔ اور ویدوں کو ایشوری گیان نہیں تسلیم کرتے۔ انہیں آریہ سماج سے نکال دینا چاہیئے۔ لیکن دوسرا گروہ یہ کہتا ہے۔ کہ نہ صرف ایسے لوگوں کو آریہ سماج میں رہنا چاہیئے۔ بلکہ ان کے ساتھ اپنا مذہبی اور مجلسی رشتہ قائم رکھنا چاہیئے۔ یہ کشمکش آریہ سماجیوں میں آج کل زوروں پر ہے۔ چنانچہ اخبار "آریہ ویر" (۲۶۔ مئی) اوّل الذکر لوگوں کی نمائندگی کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"آریہ سماج میں آریہ ویر ایسا انقلاب لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ انقلاب جہاں تک ان سے تعلق رکھتا ہے، ہو کر رہے گا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آریہ سماج میں آریہ سدھانتوں کے اوشواسیوں (غیر معتقدوں) ویدوں کو ایشوری گیان نہ ماننے والوں۔ ناستک کی لہر میں بہہ کر منو آدی مہارشیوں کو صلواتیں سنانے اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھان پان اور وواہ شادی کی حمایت رٹنے والوں کے لئے رہنا مشکل ہو جائے گا"۔

اس کے مقابلہ میں مہاتما نارائن سوامی صدر بین الاقوامی آرین لیگ نے ایک فرقہ کے متعلق جس کا نام سمت پنتھی ہے۔ اور جو ویدوں کو ہندو دھرم کی بنیاد تسلیم نہیں کرتا۔ نہ وہ ہندوؤں کے کسی تہوار کو مانتا ہے۔ اور ہندوؤں نے اس کے ہندو نہ ہونے کا فتوےٰ دے رکھا ہے۔ لکھا ہے:-

"وہ ہندو سوسائٹی کے ممبر ہیں۔ اور ہم ان کے ساتھ ہر قسم کا مذہبی اور مجلسی رشتہ گانٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ آریہ سماج تکلیف کے وقت ان کی ضروری امداد کرے گا۔ اور جلدی ہی ان کے علاقوں میں اپنے پرچارک بھیجنے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ وہ ان پنڈتوں سے تبادلہ خیالات کریں جنہوں نے سمت پنتھیوں کو ہندو سوسائٹی کے دائرہ سے باہر نکالنے میں مصلحت سمجھی ہے" (ویر تاپ ۲۹ر مئی سنہ ۱۹۳۱ء)

ان دونوں قسم کے آریوں کے خیالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس وقت عجیب قسم کے چکر میں پڑی ہوئی ہے۔ اگر وہ ایسے لوگوں کو آریہ سماج میں شامل رہنے دیتی ہے۔ جو اس کے سدھانتوں کو ناقابلِ عمل قرار دے کر ترک کر چکے ہیں۔ اور جو ویدوں کی تعلیم کو نامکمل۔ ادھوری۔ اور غیر مفید سمجھ کر اسے ایشوری گیان کا درجہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر بانیٔ آریہ سماج کے سارے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔ لیکن اگر ایسے لوگوں کو علیحدہ کرتی ہے۔ تو پھر ہندو دھرم کا صفایا نظر آتا ہے۔ اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے صدر بین الاقوامی آرین لیگ نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ:-

"جہاں تک میں ہندو دھرم کو سمجھتا ہوں۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہندوستان میں کروڑوں ہندو ایسے ہیں۔ جن کا نہ صرف ویدوں پر اعتقاد ہی نہیں۔ بلکہ جو پرماتما کی ہستی سے بھی منکر ہیں۔ مگر پھر بھی وہ ہندو کہلاتے ہیں"

اس اصل کی بنا پر ہندو دھرم کا دائرہ وسیع رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ جس مذہب کا دائرہ اس قدر وسیع ہو۔ کہ اس سے خدا کی ہستی کا انکار بھی خارج نہ کر سکتا ہو۔ وہ قطعاً اس قابل نہیں۔ کہ اسے کوئی صحیح الدماغ انسان مذہب کا درجہ دے سکے۔ مذہب کے تو معنی ہی یہ ہیں۔ کہ وہ رستہ جس پر چل کر انسان خدا تک پہونچ سکے۔ لیکن جو خدا ہی کی ہستی کا منکر ہو۔ اس کا نام مذہب رکھنے کا کیا مطلب:۔

دراصل بات یہ ہے۔ کہ ہندو ازم کوئی مذہب نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک "ہندو" کی کوئی جامع مانع تعریف ہی نہیں کی جا سکی یہ ہر قسم کے مجموعہ خیالات کا نام ہے۔ بانیٔ آریہ سماج نے اسے مذہب کی شکل دینے کی کوشش کی۔ بہت کچھ ردّ و بدل سے کام لیا لیکن اسے بھی قطعاً کامیابی نہ ہوئی۔ اور آج خود اس کے ماننے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ہر قسم کے اُلٹے سیدھے خیالات رکھنے والوں کو ہندو ازم میں شامل قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے آریہ سماج کی موت پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہے ہیں

ہندوؤں کی مسلمانوں سے دشمنی

ہندوؤں کی مسلمانوں سے دشمنی اور عداوت اس حد تک بڑھ چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہر موقعہ اور ہر محل پر ضرر نقصان پہونچانا تو روزمرہ کی بات ہے ہی۔ اگر کوئی اور بھی مسلمانوں کے خلاف کھڑا ہو۔ تو ہندو بغیر اس بات کا لحاظ کئے کہ مسلمان مظلوم ہیں۔ فریقِ ثانی کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور سارا زور مسلمانوں کے خلاف صرف کریں گے۔۔

اس کی تازہ مثال مغلپورہ انجنیرنگ کالج کے کا واقعہ ہے۔ اس کالج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان طلباء کو اگر ہندو پرنسپل کے خلاف شکایت پیدا ہوئی۔ اور وُہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے کالج سے نکل کھڑے ہُوئے۔ ہندو نقطۂ نگاہ سے یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جسے معیوب قرار دیا جاتا۔ جو لوگ سرکاری درسگاہوں میں تعلیم پانا ملک کے ساتھ غداری کرنا قرار دیتے۔ اور جو اپنا سارا زور سرکاری سکولوں اور کالجوں سے طلباء کو باہر نکالنے میں صرف کر چکے ہیں۔ انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ایک سرکاری کالج کو ترک کیا جا رہا ہے لیکن اگر وُہ اس بارے میں اپنی روش بدل چکے تھے۔ تو کم از کم انہیں یہ تو دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ مسلمان طلباء مظلوم ہیں۔ اور وُہ داد خواہی کے لئے کسی ہندو ملازم سرکار کے خلاف کھڑے نہیں ہُوئے۔ ہندوؤں کے مفاد سے متصادم نہیں ہو رہے۔ بلکہ ایک انگریز کی آزاد دہی سے نالاں ہیں۔ جس کی قوم اور حکومت کو ہندو ایک لمحہ کے لئے بھی ہندوستان میں دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں مگر مسلمانوں کی عداوت اور دُشمنی نے ان کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھ رکھی ہے۔ کہ انہیں نقصان پہونچانے کے لئے وُہ اپنے بڑے سے بڑے دُشمن سے بھی متحد ہو سکتے۔ اور اسے ہر ممکن امداد دے سکتے ہیں۔ چنانچہ تمام ہندو اخبارات پرنسپل کی حمایت میں اور مسلمان طلباء کے خلاف مضامین لکھ رہے ہیں۔ اور سارا الزام طلباء پر عائد کر رہے ہیں۔

اس سے جہاں ہندوؤں کے وطن پرستی کے دعوے کی حقیقت ظاہر ہے۔ وہاں یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمان جب تک اپنی حفاظت کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ پیدا کریں گے۔ اس وقت تک ہندوؤں کی طرف سے بہت بڑے خطرہ میں ہیں گے۔

مُسلمان نوجوانوں کی افسوسناک حرکات

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہُوا۔ کہ انجنیئرنگ کالج مغلپورہ کے مُسلمان طلباء نے اپنی سرگرمیوں کا رُخ اس طرف پھیر دیا ہے۔ جو اسلامی شان اور وقار کے بالکل خلاف ہے کالج میں جانے والے طلباء کو پکٹنگ کے ذریعہ روکنا۔ اور پھر مسلمان پروفیسروں کی تحقیر و تذلیل کرنا قطعاً پسندیدہ بات نہیں ہے۔ وُہ کیا ہی شرمناک نظارہ ہوگا جب مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے مسلمانوں کے گھروں میں پرورش پانے والے اور مسلمانوں کی آئندہ امیدوں کا سہارا مسلمان نونہال ایک مسلمان پروفیسر کی ارتھی بنا کر رام رام کرتے جا رہے تھے۔ اور باقاعدہ ہندوانہ رسوم ادا کر کے انہوں نے ارتھی کو نذرِ آتش کیا۔ ہائے ہائے کے نعرے بلند کئے۔ اور سینہ کوبی کی گئی۔

کاش ان نوجوانوں کو پتہ ہوتا۔ کہ اسلام تو عزیز سے عزیز رشتہ دار کے فوت ہو جانے پر بھی ہائے وائے اور سینہ کوبی کی اجازت نہیں دیتا۔ اور ایسی حرکات کو انسانی وقار کے خلاف قرار دیتا ہے۔ کجا یہ کہ صرف اتنی سی بات پر کہ ایک پروفیسر ان کا ہمخیال نہیں۔ وُہ ہندوانہ رسوم ادا کرنا شروع کر دیں۔

دراصل یہ ساری خرابی اس وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ کہ طلباء کالج سے نکل آنے کے بعد بیکاری کا شکار ہو رہے ہیں ہم ان طلباء اور ان کے مشیر کاروں سے نہایت خیر خواہانہ طور پر عرض کرتے ہیں۔ کہ وُہ اسلامی شان اور وقار کو ہر چیز پر مقدم رکھیں۔

محکمہ تعلیم پنجاب اور ہندو

کئی دنوں سے ہندو اخبارات نے شور مچا رکھا ہے۔ اور آریہ سماجوں میں جلسے ہو رہے ہیں۔ کہ انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور نے ایک سرکلر کے ذریعہ ہندی تعلیم کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ حالانکہ حقیقت صرف یہ ہے۔ کہ خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب ایم۔اے انسپکٹر مدارس نے ایک سابقہ سرکلر پر جسے کرنل رائٹ نے جاری کیا تھا۔ عمل کرانا چاہا۔ سرکلر کا منشا یہ ہے۔ کہ تمام السنۂ مشرقیہ یعنی عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ ہندی اور پنجابی کی تعلیم ساتویں جماعت سے شروع ہونی چاہیئے۔ اب اگر اس سرکلر سے ہندی تعلیم کو نقصان پہونچا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی دو زبانوں کو بھی نقصان پہونچا ہے جن میں سے ایک ان کی مقدس مذہبی زبان ہے۔ لیکن اس بات کو قطعاً نظر انداز کر کے ہندو نہ صرف انسپکٹر آف سکولز پر بلکہ وزارت تعلیم پر بھی نہایت بیہودہ الزام لگا رہے ہیں۔ کیونکہ انسپکٹر صاحب اور وزیر صاحب تعلیم مسلمان ہیں۔ ہندوؤں کا یہ طریق عمل نہ صرف تعصب اور عداوت کا شرمناک مظاہرہ ہے۔ بلکہ نہایت فتنہ انگیز ہے۔ وُہ بلا وجہ شور و شر ڈال کر چاہتے ہیں۔ کہ سرکاری حکام کو مرعوب کریں۔ اور پھر مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے کے قابل نہ رہنے دیں۔ لیکن وزارت تعلیم کو قطعاً ان کی فتنہ انگیزی کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔

آریوں کے سکول اور کالج

آریہ سماجیوں کو اپنے تعلیمی انتظامات پر بڑا ناز ہے۔ اور جب کبھی ان کی مذہبی اور معاشرتی حالت بتا کر اور ان کے گھر کی شہادتیں پیش کر کے کہا جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج اگر بالکل سانس نہیں توڑ چکی تو آخری ہچکیاں ضرور لے رہی ہے۔ تو کہا جاتا ہے۔ ہمارے اتنے کالج۔ اتنے سکول۔ اتنے گوروکل اتنی کنیا پاٹھشالائیں ہیں۔ پھر ہم مردہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب "الفضل" میں "آریہ سماج کی موت" کے عنوان سے چند مضامین شائع ہُوئے۔ تو آریہ اخبارات نے یہی جواب دیا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کالجوں۔ اور سکولوں کے لحاظ سے آریہ سماج کا مقابلہ کر لے۔

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ دُنیوی تعلیم و تربیت نہ کبھی مذہبی زندگی کا ثبوت ہوئی ہے۔ اور نہ اب ہو سکتی ہے۔ یہ بات آریہ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے اپنے کالجوں اور سکولوں کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ کالج پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" (۳۰۔ مئی) لکھتا ہے:۔

"آریہ سماج نے دیوی اور دیوتاؤں کے برخلاف جہاد کیا اور اس جہاد کی بدولت اس نے ہندو قوم کی ایک زبردست سیوا کی۔ سینکڑوں اور ہزاروں ہندوؤں کو دیوی۔ دیوتا واد سے نکال کر ایک پربھو کی اپاسنا میں لا کھڑا کیا۔ لیکن آج آریہ سماج خود دیوی دیوتا واد میں پھنس گیا ہے۔ پورانک ہندوؤں کے دیوی۔ اور دیوتا پتھروں کے تھے۔ آریہ سماج کے دیوی اور دیوتا اس کے سکول کالج اور گوروکل بن گئے ہیں۔ آریہ سماج ان پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہا ہے اور ساتھ ہی جانتا ہے۔ کہ ان انسٹی ٹیوشنوں سے آریہ سماج کو اب مطلق لابھ نہیں"

آریہ سماج کے پاس لے دے کے کامیابی کی دلیل کالج اور سکول ہی تھے۔ مندرجہ بالا سطور سے معلوم ہوتا ہے۔ اب اس کا کھوکھلا پن بھی ان پر ظاہر ہو چکا ہے۔

پادری برکت اللہ صاحب بولے

۵۔ جُون کے "نور افشاں" میں پادری برکت اللہ صاحب نے ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں پھر اس بات پر اصرار کیا ہے۔ کہ

"ہم نے نور افشاں مورخہ ۲۲۔ مئی میں یہ صاف اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہم نے اپنے مکتوب مفتوح میں میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مخاطب کیا ہے۔ اور کہ ہمارے رُوئے سخن صرف میاں صاحب موصوف سے ہے۔ اور کسی دُوسرے شخص کو حق حاصل نہیں کہ وُہ اس معاملہ میں دخل دے"

اس مطالبہ کی لغویت الفضل کے گزشتہ مضامین میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بتا دی گئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ پادری برکت اللہ صاحب کیوں ایک ایسی بات پر زور دے رہے ہیں جس میں کسی سلیم الطبع انسان کو معقولیت کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ مباحثہ کی غرض اگر تحقیق حق ہے۔ تو پھر اس سے کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود پیش ہوں۔ یا آپ کا کوئی خادم پیش ہو۔ اور جب ہمیں خدا کے فضل سے دعویٰ ہے۔ اور ہم اس دعویٰ کا ہر میدان میں ثبوت پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ادنیٰ ترین خدام عیسائیوں کے بڑے سے بڑے پادریوں کو مذہبی میدان میں شکست فاش دینے کے لئے تیار ہیں۔ تو پھر کیا ضرورت ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بذات خود مباحثہ یا مناظرہ کریں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ جو مناظر پیش ہو۔ وُہ اپنی جماعت اور اپنے فرقہ کی طرف سے پیش ہو۔ تاکہ اس کی کامیابی یا ناکامی کی ذمہ داری اس جماعت یا اس فرقہ پر پڑے۔ اس لئے ہم

423
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا ہر فرد بیدار ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۳۱ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
قریباً ایک ماہ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔ کہ میں نے اسی مسجد میں قادیان کے احباب کے سامنے خطبہ جمعہ پڑھا تھا۔ اس وجہ سے کئی ایسی باتیں ہیں۔ جن کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ

تمام باتیں

ایک دن میں ختم نہیں ہو سکتیں۔ پھر نئی نئی باتیں پچھلی باتوں کو پیچھے ڈال دیتی ہیں۔ اور تازہ باتوں کو مقدم کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں نے پہلے ایک خطبہ کہا۔ اور اس سلسلہ میں بعض اور خطبات کہنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن بعد میں آنے والے واقعات اس رنگ میں زور پکڑ گئے۔ کہ انہوں نے میری ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ پس میں اب بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ پچھلے دنوں جو واقعات ہوئے۔ ان کے متعلق میں پورے طور پر بیان کر سکوں گا۔ یا نہیں۔ مگر بہرحال جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں۔ اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ ایسی باتیں پیدا کردے۔ جو ان باتوں سے زیادہ توجہ کی مستحق اور ان سے مقدم کرنے کے قابل اور اپنے وقت کے لحاظ سے ضروری ہوں۔ بیان کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں آج میں بوجہ اس کے کہ وقت زیادہ ہو چکا ہے۔ اور اب ہم ایسے وقت میں سے گزر رہے ہیں۔ کہ اگر خطبہ کو طول دیا جائے تو عصر کا وقت آجائے۔ نہایت اختصار کے ساتھ اپنے دوستوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جب کوئی قوم کسی

عظیم الشان کام

کے لئے کھڑی ہوتی ہے تو اس کی دشمنی بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ جتنا بڑا کام اور مقصد کسی جماعت کے سامنے ہوتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ اس کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے زیادہ فضل ہونے والے ہوں۔ اتنے ہی زیادہ اس کی طرف سے ابتلا بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔

اگر ہم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

کا پہلے انبیاء کی زندگیوں سے مقابلہ کر کے دیکھیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا بعض اور انبیاء کی زندگی سے مقابلہ کریں۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا ان کے قریب کے نبیوں کی زندگی سے مقابلہ کریں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جتنا بڑا کوئی رسول ہوا۔ اتنے ہی زیادہ ابتلا اور مشکلات اس کے سامنے پیش آئے۔ پس اگر ہم یہ صحیح طور پر سمجھتے ہیں۔ اور اسمیں ہمارے

نفسوں کا دھوکا

یا غلطی نہیں۔ کہ ہماری جماعت کے ذمہ ایسا عظیم الشان کام ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کے علاوہ کسی اور کے سپرد نہیں ہوا۔ اور دراصل یہ سلسلہ ہے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کی شاخ اور آپ کی بعثت کا دوسرا ظہور۔ تو لازماً دوسرا ظہور اپنی مشکلات کے لحاظ سے پہلے ظہور سے مشابہ ہونا چاہیئے۔ اور دوسرا ظہور اپنی مشکلات میں پہلے ظہور کے مشابہ ہے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ دوسرا ظہور اپنی مشکلات اور مصائب میں پہلے ظہور سے بڑھ کر ہے۔ یا پہلا ظہور دوسرے ظہور سے اپنی مشکلات میں بڑھا ہوا تھا۔ بلکہ دونوں

آپس میں مشابہ

ہیں۔ اور ایسے مشابہ کہ ایک ماں کے توام بچے بھی آپس میں ایسے مشابہ نہیں ہوتے۔ توام بچے پھر بھی دو ہوتے ہیں۔ مگر

الٰہی سلسلے

ہمیشہ ایک ہی کہلاتے ہیں۔ دو نہیں ہوتے۔ پھر توام بچوں کے جسم جدا ہوتے ہیں۔ اور روح بھی جدا۔ مگر الٰہی سلسلوں کے جسم تو دو ہوتے ہیں۔ مگر روح ایک ہی ہوتی ہے۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کو اس زمانہ کے لوگوں کی نسبت زیادہ کام تھا۔ یا ان کے راستہ میں زیادہ مشکلات اور زیادہ روکیں تھیں۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس زمانہ کے لوگوں کو زیادہ کام ہے۔ یا ان کے راستہ میں ان سے زیادہ روکیں ہیں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی قسم کے سلسلے ہیں۔ ان دونوں کی جڑھ ایک ہی ہے۔ مگر شاخیں مختلف ہیں۔ پس دونوں سلسلے اپنی مخالفت اور ان روکوں میں جو دشمنوں کی طرف سے پیدا کی جاتی ہیں۔ آپس میں مشابہ ہیں۔ اگر ہم یہ تسلیم کریں اور یقینی طور پر تسلیم کریں اور ایمان رکھیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں۔ ہم میں اور صحابہ رض میں کچھ فرق نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود علیحدہ وجود نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود ہے۔ تو لازماً ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ ساری مشکلات جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے آئیں۔ ہمارے سامنے بھی آئیں گی۔

پس ہم

ایک منٹ کے لئے بھی

یہ وہم نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارا راستہ آسان اور ہماری مشکلات کم ہیں اگر فی الواقع ہماری مشکلات تھوڑی ہیں۔ اور ہمیں ان مصائب کا سامنا نہیں۔ جن کا سامنا صحابہ رض کو کرنا پڑا تھا۔ تو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بھی نہیں۔ اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے بروز ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں۔ مگر ابوجہل نہ آئے۔ جس طرح یہ ممکن نہیں۔ کہ حضرت موسیٰ آئیں۔ مگر فرعون نہ آئے اسی طرح ناممکن ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آجائیں مگر عتبہ اور شیبہ وغیرہ نہ آئیں

اللہ تعالیٰ کی سنت

یہی ہے۔ کہ جب آدم مبعوث ہو۔ تو ابلیس بھی آئے۔ اور جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں۔ تو ابوجہل اور دوسرے معاند بھی پیدا ہوں۔ پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز ہیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ تو اس زمانہ میں ضروری ہے۔ کہ عتبہ شیبہ ابوجہل اور دوسرے دشمن بھی پیدا ہوں۔ اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑے۔

مجھے متواتر اپنی

جماعت کو بیدار کرنے کی ضرورت

محسوس ہوتی ہے۔ اور بتانا پڑتا ہے۔ کہ ان کے سامنے ایک ایسا عظیم الشان کام ہے۔ جس کے لئے دن اور رات کی محنت کی ضرورت ہے۔ قسم قسم کی روکیں ہیں۔ جو ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ ہر قسم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دشمن ہیں۔ جو چاروں طرف سے ہمارا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ مَیں جانتا ہوں۔ اتنی بیداری تو کم از کم ہماری جماعت میں ضرور موجود ہے۔ کہ جب توجہ دلائی جائے۔ تو گو بعض پھر بھی سوئے رہتے ہیں۔ مگر اکثر اُٹھ بیٹھتے ہیں۔ اور کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر سو جاتے ہیں اور ان مشکلات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو ان کے سامنے ہیں۔ اور کئی تو ایسے ہیں۔ جو خواہش رکھتے ہیں۔ کہ بجائے سخت راستہ پر چلانے کے ہمیں آرام دہ راستہ پر چلاؤ۔ اور بجائے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے کہنے کے آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے دو۔ ایسے لوگوں کو نظر انداز کر کے باقیوں کی یہ حالت ہے۔ کہ جب توجہ دلائی جائے۔ تو بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور گو یہ حالت ایسی خوش آئند نہیں۔ جس پر اطمینان کیا جا سکے۔ لیکن بہر حال یہ حالت مردنی پر دلالت نہیں کرتی۔ گو اسے اعلیٰ درجہ کی زندگی بھی نہیں کہا جا سکتا۔ مگر بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے اندر

کامل زندگی

پیدا کر لی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی بھی خلافت نہ ہوتی سلسلے کا کوئی بھی نظام نہ ہوتا۔ تب بھی وہ اسی ذوق و شوق سے کام کرتے۔ کیونکہ انہوں نے محسوس کر لیا ہے۔ سلسلہ کا کام کسی خاص شخص کا کام نہیں۔ بلکہ اس کی ذمہ واری ہر شخص پر عائد ہوتی ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ذمہ وار سمجھ کر سلسلہ کا کام کرے۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ بغیر اچھے سوار کے اچھی طرح گھوڑا نہیں چلتا۔ مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے۔ کہ اچھے سوار کے لئے اچھے گھوڑے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ بغیر اچھے گھوڑے کے اپنے کمال کا اظہار نہیں کر سکتا۔ پس اسی طرح اگرچہ یہ صحیح ہے۔ کہ

خلافت کے بغیر سلسلہ کی ترقی

نہیں ہو سکتی۔ مگر خلیفہ کو جب تک اخلاص رکھنے والے۔ اور قربانی کرنے والے کارکُن نہ ملیں۔ خلافت بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ یہ دونوں چیزیں لازم ملزوم ہیں۔ خلافت کی مثال گاڑی بان کی ہے۔ اور لوگوں کی مثال گھوڑوں کی۔ جس طرح بغیر اچھے گھوڑوں کے گاڑی نہیں چل سکتی۔ اور بغیر گاڑی بان کے گھوڑے بھی نہیں چل سکتے۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ سلسلہ میں خلافت حقہ قائم رہے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہیں۔ جو دین کے کام کو اپنی ضروریات سے بہت زیادہ اہم خیال کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ تمام مشکلات کا جو ان کے سامنے ہوں۔ اندازہ لگائیں۔ اور ان کے مطابق اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔

ایک جرنیل

اسی وقت ہوشیار اور کامیاب جرنیل سمجھا جاتا ہے۔ جب وہ دشمن کی فوج کی خبر رکھے۔ اور پتہ لگاتا رہے۔ کہ مقابلہ میں کتنی فوج ہے۔ کہاں کہاں پڑی ہے۔ اور کہاں کہاں سے حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ہماری جماعت

بھی اسی وقت اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی۔ جب اپنے دشمنوں کی تیاریوں کی خبر رکھے گی۔ ان کی نقل و حرکت سے آگاہ رہیگی۔ اور پھر مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کریگی۔

نہایت خطرناک نقص

ہماری جماعت میں یہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ سمجھتی ہے۔ ہم بالکل مامون ہیں۔ اور ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ سوائے ان نیم مجنونوں کے جو ہر شخص کو اپنا دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔ جو عقلمند ہیں۔ اور جنہیں اپنے حقیقی دشمنوں کا علم ہونا چاہیئے۔ وہ بھی اپنے دشمنوں کا علم نہیں رکھتے۔ مَیں اسے ان کی حُسن ظنی پر محمول نہیں کرتا۔ بلکہ اس بارے میں طبیعت میں عدم میلان کی وجہ سے یا صحیح طور پر سلسلہ کی ترقی کے لئے جن امور کا علم حاصل ہونا ضروری ہے۔ ان سے ناواقفیت کی وجہ سے۔ وہ اپنے دشمنوں کی سرگرمیوں سے آگاہ رہنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیرونی دشمن تھے۔ اِسی طرح

اندرونی دشمن

بھی تھے۔ اور جس طرح وہاں دشمن اور منافق پائے جاتے تھے۔ اسی طرح ہماری جماعت میں بھی ہیں۔ پھر جس طرح اس وقت ہر مذہب اسلام کے مقابل کھڑا تھا۔ اور ابراہیمی پیشگوئی کے مطابق اسمٰعیل کے بھائیوں کی تلوار اس کے سامنے کھچی ہوئی تھی۔ اِسی طرح ضروری تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی

تمام فرقوں میں

سے ایک حصہ کی تلوار آپ کی جماعت کے مقابل پر کھچی ہوتی۔ خواہ وہ دشمن سکھوں میں سے ہوں یا ہندوؤں اور عیسائیوں میں سے۔ پھر جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگ اندرونی طور پر فتنے پیدا کرتے۔ ابلیس کی طرح لوگوں میں تفرقہ ڈالتے۔ اور ان کے ایمانوں کو خراب کرتے اور بیرونی دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارتے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی ایسے منافق لوگوں کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ مگر

کتنے ہیں

جو ان اندرونی دشمنوں سے آگاہ ہیں۔ ہر قوم ہمارے خلاف طیاریاں کر رہی ہے۔ اور اندرونی دشمن الگ ہیں۔ جو فتنہ پیدا کرنیکی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ مگر بہت لوگ ان دشمنوں سے آگاہ نہیں رہتے۔ قادیان میں ہی مستریوں کا فتنہ کبھی اتنا ترقی نہ کرتا۔ اگر وقت پر لوگ ان کی دشمنی سے آگاہ ہو جاتے۔ چونکہ لوگوں کو ناواقفیت ہوتی ہے۔ اِس لئے بعض لوگ ایسے منافقوں کی تائید کر دیتے ہیں۔ یہاں قادیان میں ہی

ایک منافق

آدمی نہایت شدت سے مخالفت کے سامان کرتا رہتا ہے۔ مگر ہمارے وقف کنندگان میں سے ایک نے اس کے ذکر پر میرے متعلق کہا۔ کہ ان کو کیا معلوم۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ یہ منافق نہیں۔ بلکہ بڑا مخلص ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھتا۔ تو اس کے لئے اس کا نفاق سمجھنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ تم میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو صبح اور شام

پولیس کے پاس

جاتے ہیں۔ اور ان سے ملتے ہیں۔ رات اور دن ان کا کام ہی یہ ہے۔ کہ پولیس سے ملتے ہیں۔ اور ان کے ملنے کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ جماعت کے متعلق جھوٹی خبریں پہنچائیں تم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہو۔ مگر تم میں ان کی حالت کا کچھ بھی احساس نہیں ہوتا۔ آخر ہمارے دوست سوچتے نہیں احمدی نمبر دس کے بدمعاش تو نہیں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ صبح و شام پولیس سے ملتے ہیں۔ حالانکہ ان کا پولیس سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی سلسلہ کی طرف سے انہیں کسی عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے۔ کہ انہیں ملنے کی ضرورت ہو۔ ایسے لوگ محض جماعت کی مخالفت کے لئے اور جاسوسی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اگر اصلاح غرض ہے۔ تو پہلے اپنی اصلاح کیوں نہیں کرتے۔ اور پھر اس طریق سے اصلاح ہو کس طرح سکتی ہے۔ ان کا کام سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ رات اور دن یہی سوچتے رہیں۔ کہ ہم کیا کیا جھوٹ بنائیں۔ اور کس طرح پولیس کو جا کر خبر دیں تم میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ مگر تمہیں کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ آخر ان لوگوں کی جائدادیں کہاں سے بن رہی ہیں آمد کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں۔ جن دنوں کام تھا۔ اور آمد تھی۔ ان دنوں تو جائدادیں بنی نہیں۔ مگر جب کام نہیں رہا۔ تو جائدادیں بننی شروع ہو گئیں کوئی نہیں سوچتا۔ کہ ان لوگوں کے پاس اتنا مال کہاں سے آ گیا۔ کہ معاً آمد بند ہوئی اور ان کی جائدادیں بننی شروع ہو گئیں۔ اور گزارہ بھی خوب چلتا رہا۔ اگر تم آنکھیں کھول کر دیکھو۔ تو

منافقوں کا پتہ

لگانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اول تو منافق کی بڑی علامت یہ ہے۔ کہ وہ سلسلہ کے کاموں پر اعتراض کرے گا۔ مگر اس زمانہ میں جو شخص اعتراض کرے۔ وہ مخلص سمجھا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ یہ قوم کی اصلاح کے لئے کہہ رہا ہے۔ حالانکہ وہ اعتراض انہی لوگوں کے پاس جا کر کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن کے سپرد اصلاح کا کام نہیں ہوتا۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں درد ہوتا۔ اور اصلاح کا حقیقی خیال موجود ہوتا۔ تو اسے چاہیئے تھا۔ ان لوگوں کے پاس جاتا۔ جو ذمہ وار ہیں اور جنکو سپرد

نظام سلسلہ کا کام

ہے۔ مگر وہ ان کے پاس نہیں جاتا۔ بلکہ اوروں کے پاس بیان کرتا ہے۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی غرض محض فتنہ اور فساد ہے۔ اصلاح نہیں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے، جسے اپنے بچے سے شکایت ہو۔ تو وہ ہر شخص کے پاس جا کر اس کی شکایت کرتا پھرے۔ ایسا وہ کبھی نہیں کرے گا۔ مگر یہ منافق لوگ مجھ سے ایسی باتوں کا ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ اوروں کے پاس کرتے رہتے ہیں۔ اور جب کہا جائے۔ کہ کیوں اوپر بات نہیں پہنچاتے۔ تو کہدیتے ہیں۔ کہ ہمیں ان سے ڈر آتا ہے اور ان کا اتنا ادب ہے، کہ ہم ان کے سامنے بات بھی نہیں کر سکتے۔ گویا خدا کا ادب نہیں، رسول کا ادب نہیں۔ اگر ادب ہے تو صرف میرا ہے۔ کیونکہ جانتے ہیں۔ خدا سامنے نہیں۔ اور رسول فوت ہو چکا ہے۔ حیّ و قیوم خدا پر ایمان نہیں۔ رسول کا دل میں پاس نہیں۔ صرف میرا وجود درمیان میں رہ جاتا ہے۔ پس وہ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ مگر کسی ادب کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ

سزا کے خوف سے

ورنہ ان کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہے، نہ رسول کا ادب ہے، اور نہ ہی خلافت کا احترام ہے۔ ایک کے متعلق وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ دوسرے کے متعلق سمجھتے ہیں۔ کہ وہ دنیا میں ہی نہیں۔ اس نے کیا کر لینا ہے۔ صرف

خلافت کا وجود

رہ جاتا ہے جسکی سزا سے انہیں خوف آتا ہے۔

پس میں اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نہ صرف ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں میں سے دشمن لوگوں کی خبر رکھا کریں۔ بلکہ اندرونی دشمنوں کا بھی خیال رکھا کریں۔ وہ جب تک ان دشمنوں سے آگاہ نہیں رہینگے۔ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت تھی۔ کہ آپ برابر دشمنوں کی خبریں منگایا کرتے تھے۔ اور اسی طرح

ہوشیار اور چوکس

رہتے تھے۔ کہ اندرونی دشمن یعنی منافق بھی کہنے لگے۔ ھو اذن۔ اس کا کام ہی یہ ہے کہ ہر وقت لوگوں کی باتیں سنتا رہتا ہے۔ جو بھی کہیں بات ہو۔ اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ ان لوگوں کے مونہہ چاہے یوں تعریف نہ کریں۔ مگر ان کا یہ کہنا بھی تو صحابہؓ کی ہوشیاری۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری کی دلیل ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ اس پر کسی نے مجھے ایک خط لکھا۔ وہ دوست مخلص تھے۔ اور ہیں۔ اس ضمن میں یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ گو میں نے ان کے نام کو چھپایا تھا۔ مگر میں نے سنا ہے۔ کہ پھر بھی بعضوں کو پتہ لگ گیا ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہے، کہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہدوں۔ کہ انہوں نے میرا جواب پہنچتے ہی صفائی کے ساتھ مجھ سے معافی مانگ لی ہے۔ اور میں نے بھی معاف کر دیا ہے۔ خیر تو جب میرا خط ان کے خط کے جواب میں شائع ہوا۔ تو ایسے ہی

منافقوں میں سے ایک شخص

برابر اس تلاش میں رہا۔ کہ پتہ لگائے۔ کہ یہ کون مولوی ہے جنہوں نے مجھے خط لکھا تھا۔ اور آخر ایک دن ایڈیٹر الفضل سے کہنے لگا ہماری پارٹی میں سے تو کوئی ایسا شخص معلوم نہیں ہوتا۔ گویا وہی بات کہدی جو ایک جولاہے نے کہی تھی۔ کہ "گھڑی اندر اور میں باہر" اور اس طرح تسلیم کر لیا۔ کہ ان کی بھی ایک پارٹی ہے۔ وہ بات بہت اہم تھی۔ اور اگرچہ میں سمجھتا ہوں لکھنے والے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ مگر بہرحال وہ غلطی تھی۔ اور بہت بڑی غلطی۔ میں نے ان کی تردید کی۔ مگر وہ شخص کہنے لگا۔ کہ ہمیں اپنی پارٹی میں سے تو کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا۔ اور واقعی وہ اس پارٹی میں نہیں تھے۔ صرف انہیں غلط فہمی ہوئی۔ جسکی تردید ہو گئی تو دراصل منافقوں کے کلام سے بھی اندازہ لگانے والے لگا سکتے ہیں۔ اور وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ لوگ مومن نہیں۔ بلکہ منافق ہیں۔

پچھلے دنوں جب لوکل کمیٹی کے

پریذیڈنٹ کا انتخاب

ہوا۔ تو ایسے ہی شخصوں میں سے ایک نے ایک دکان پر کہا۔ کہ ہم تو حکم پر چلتے ہیں جس طرف اشارہ ہو گیا۔ ہم چل پڑے۔ گویا اس کے کہنے کی غرض یہ تھی۔ کہ پریذیڈنٹ کا انتخاب میرے اشارہ سے ہوا ہے۔ حالانکہ مجھے علم بھی نہ تھا۔ کہ پریذیڈنٹ کا اس وقت انتخاب ہونے والا ہے بعد میں مجھے پتہ لگا۔ مگر غرض اس کی یہ تھی۔ کہ وہ ظاہر کرے۔ کہ گویا میں بھی دھڑے بندی میں شامل تھا۔ اور میری اعانت اور اشارہ سے انتخاب ہوا۔ بظاہر یہ مخلصانہ فقرہ ہے۔ کہ ہم تو ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں جس طرف انہوں نے اشارہ کر دیا۔ ہم چلدیئے۔ مگر دراصل اس فقرہ میں نہایت شرارت بھری ہوئی ہے جسکا مطلب صاف طور پر یہ ہے، کہ خلیفہ بھی بے تعصب نہیں۔ بلکہ وہ بھی دھڑے بندی کرتا ہے۔ اور اشارہ کر دیتا ہے۔ کہ فلاں کے حق میں رائے دینا۔ اس قسم کے منافق قادیان میں بھی رہتے ہیں۔ اور باہر بھی۔ میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ افسروں کو بھی اور کارکنوں کو بھی۔ کہ وہ اس قسم کے منافقوں کا خیال رکھیں۔ اور جلد تر ان کا بھانڈا پھوڑ دیا کریں۔

سلسلہ سے دشمنی

ہو گی۔ اگر ایسے لوگوں کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور ان کا مناسب انتظام نہ کیا جائیگا۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کو جماعت سے علیحدہ کر دینے سے سلسلہ کو کبھی نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ تم اگر ایک کو نکالو۔ تو خدا اس کے بدلے ہزار آدمی سلسلہ میں داخل کریگا۔ آخر

سلسلہ کی اشاعت کی ذمہ واری

تو مجھ پر ہے۔ میں کیوں نہیں ڈرتا۔ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ اگر میں ایک شخص کو بھی اپنی جماعت سے نکالوں۔ تو خدا اس کے بدلے سینکڑوں آدمی مجھے دیگا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ مستریوں کو جماعت سے نکالنے کے بعد جماعت نے اتنی جلد ترقی کی ہے۔ کہ پچھلے سالوں میں ایسی ترقی نہیں ہوئی۔ پس تم میں سے

ہر فرد کا فرض

ہے۔ کہ وہ یوں سمجھے۔ ہر جگہ اس کے دشمن ہیں۔ اندرونی بھی۔ اور بیرونی بھی۔ مگر میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی پر بدظنی کرے۔ مخلص شخص کی غلطی وقتی ہوتی ہے۔ جو جوش کے وقت اس سے صادر ہوتی ہے۔ لیکن منافق آدمی ہمیشہ ایسی باتیں کرتا رہتا ہے۔ اور پھر اس کا نام اتفاق رکھتا ہے۔ مخلص آدمی سے اگر کہا جائے کہ یہ باتیں ناظر اعلیٰ سے کہو۔ یا خلیفہ وقت کے پاس جا کر کہدو۔ تو وہ فوراً تسلیم کرے گا۔ مگر منافق کہے گا۔ میں نہیں جاتا مجھے ڈر آتا ہے۔ اور جس وقت کوئی شخص

نظام سلسلہ کی تحقیر

کرے۔ اور علانیہ اعتراض کرے۔ اور جب کہا جائے۔ کہ ذمہ وار افسروں تک یہ بات پہنچاؤ۔ تو وہ کہے۔ کہ مجھے ڈر آتا ہے۔ تو فوراً سمجھ جاؤ۔ کہ وہ منافق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی ایک یہ بھی علامت بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ دھوکا دیتا ہے۔ ورنہ خلیفہ چھوڑ اگر حق بات کہنے سے ایک نبی بھی ناراض ہو جائے۔ تو ڈر کی بات نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس شخص کا خدا سے معاملہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ اگر میں وہاں جاؤنگا۔ تو میرا جھوٹ کھل جائے گا جیسے لوگوں نے اگر کسی کو بیوقوف کہنا ہو۔ تو کہا کرتے ہیں یہ تو بڑا بادشاہ ہے۔ اسی طرح منافق بھی الفاظ تو اس قسم کے استعمال کریں گے۔ کہ ہمیں ڈر آتا ہے۔ مگر اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے جھوٹ کے افشا سے ڈرتے ہیں۔ پس میں اپنی جماعت کو عموماً اور قادیان والوں کو خصوصاً توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کی نگرانی رکھیں۔ اور ان کی حرکات تاڑتے رہیں۔ پھر مجھے بتائیں۔ تا ایسے منافقوں کو جماعت سے نکال کر جماعت کو محفوظ کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ شخص جو ارتداد اختیار کرتا ہے۔ یا جماعت سے بوجہ نفاق کے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ ہماری جماعت سے نکل جائے۔ تو ہمارے ساتھ اس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، اور پھر اس کا ضرر بھی کم ہو جاتا ہے۔

میں ان لوگوں کو بھی جو بغیر ضرورت کے پولیس کے لوگوں سے ملتے رہتے ہیں۔ توجہ دلاتا ہوا کہتا ہوں۔ کہ ہم انہیں اشتباہ کی نظروں سے دیکھنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک کی

پولیس کی حالت

اتنی خراب اور ان کا طریق اتنا قابلِ اعتراض ہے، کہ ان سے بلاوجہ ملنا عام طور پر اچھے نتیجے پیدا نہیں کرتا۔ باوجود اس کے کہ پولیس ملک میں امن قائم کرنے کے لئے مقرر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے ایک حصہ کے افعال فساد پیدا کرنے کے موجب ہوتے ہیں۔ پولیس میں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیسے لوگ موجود ہیں۔ اور خود پولیس کے اعلیٰ افسران اسے تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اغلباً بہار کے انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک موقعہ پر بیان کیا تھا۔ کہ پولیس کے ادنیٰ کارکنوں میں سے وہ شاید ہی کسی پر اعتبار کر سکتے ہوں۔ اور گو ہم اسقدر وسیع ملامت نہ کر سکتے ہوں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ پولیس کے ملازموں کا ایک حصہ ضرور ایسا ہے۔ کہ ان کا کھانا۔ ان کا پینا۔ ان کا اوڑھنا۔ ان کا بچھونا جھوٹ اور افترا اور دھوکا اور فریب اور رشوتیں لینا ہے۔ ایسے لوگوں کے اخلاق اس درجہ گرے ہوتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو ان کے ساتھ ملنے والے ہوئے ہوں یا ان کی صحبت میں حظ اٹھاتے ہوں وہ بھی اچھے اخلاق والے سمجھے نہیں جا سکتے۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ

پولیس میں اچھے لوگ

بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگ مسلمانوں میں سے بھی ہیں۔ اور غیروں سے بھی۔ ہندوؤں سے بھی۔ اور سکھوں سے بھی۔ اور انگریزوں میں سے تو بہت زیادہ کیونکہ انگریز قوم میں رشوت ستانی بہت کم پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ اس کی ترقی کی ہے۔ وہ بعض دفعہ سفارش کو منظور کر لیتے ہیں۔ اور لحاظ بھی کرتے ہیں۔ مگر رشوت لینے کی عادت ان میں بہت کم ہے۔ ہندوستانیوں میں

رشوت لینے کی عادت

بہت زیادہ ہے۔ انگریزوں میں اسی طرح جھوٹ بھی کم ہے۔ اور اسی لئے وہاں کے مقدمات کی آسانی سے تحقیق ہو جاتی ہے۔ جسٹس جان سائمن نے بھی کہا تھا۔ کہ ہندوستان کے مقدمات میں اسقدر ایچ پیچ ہوتے ہیں۔ کہ ہمیں حیرت آ جاتی ہے۔ دراصل حکومت کی وجہ سے ان میں جھوٹ اور فریب بہت کم ہے۔ بلکہ وہ بخوشی اپنے جرم کا اقبال کر لیتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک میں کسی کو اگر ڈاکہ ڈالتے ہوئے بھی دیکھ لیا جائے۔ تو وہ آگے سے یہی کہے گا۔ یہ لوگ میرے دشمن ہیں۔ اور مجھے پھنسانا چاہتے ہیں۔ میں نے تو کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا۔ تو ہمارے ملک کی پولیس کے ادنیٰ کارکنوں کا اکثر حصہ ایسا خراب اور گندہ ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنا بھی انسان کو خراب کر دیتا ہے۔ اور چونکہ پولیس چوکی بورڈنگ کی طرح ہوتی ہے۔ جہاں سب لوگ مل جل کر رہتے ہیں اور وہ شخص جو شریف آدمیوں سے بھی ملنے کے لئے جاتے بروں کی صحبت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو لوگ ان سے ملنے والے ہیں۔ میں انہیں تنبیہ کرتا ہوں۔ ایسا نہ ہو۔ وہ بعد میں کہدیں۔ کہ ہمارے اخلاص پر حملہ کیا گیا ہے یا بلا وجہ ہمارے متعلق کارروائی کی گئی ہے۔ اور پھر

قادیان کی پولیس

تو ہماری جماعت کے خلاف رہتی ہے۔ خود میرے سامنے ایک افسر نے ایسی باتیں کیں جن سے مجھے یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ جماعت کے متعلق صاف دل نہیں رکھتا اور اگر اس سے جماعت یا اس کے بعض افراد کو نقصان پہنچے تو یہ قابل تعجب بات نہ ہوگی۔ پس ایسی حالت میں جبکہ قادیان کی پولیس خود ہماری جماعت کے خلاف ہے۔ جماعت کو زیادہ احتیاط اور بیداری کی ضرورت ہے۔ آخر ملنے کی تمہیں ضرورت کیا ہے اگر تمہیں

اپنی جان کا خطرہ

ہے۔ تو مومنوں کو یہ خطرہ تو کبھی دبا ہی نہیں سکتا۔ دیکھ لو۔ کانگریس والوں نے جس دن اپنے دل سے ڈر نکال دیا۔ اسی دن سے حکومت ان سے ڈرنے لگ گئی۔ اسی طرح تم بھی جس دن کہو گے۔ کہ اگر ہمیں جیل خانے لیجانا چاہتے ہو۔ تو بیشک لے جاؤ۔ ہم اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹینگے تو سمجھ لو۔ اسی دن دشمنوں کی جڑیں پست ہو جائینگی۔ اور وہ یقیناً تم سے ڈرنے لگیں گے۔ جب تک تم اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑنے سے ڈرتے ہو۔ جیلخانے جانے سے گھبراتے ہو۔ اور ڈرتے رہتے ہو۔ کہ ہمیں کہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔ اسوقت تک کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم جھوٹے الزاموں میں گرفتار کئے جاتے ہو۔ اور بلا قصور مبتلائے آلام بنائے جاتے ہو۔ تو ان مصائب کو آنے دو اور خوشی سے انہیں برداشت کرو کیونکہ تمہیں جو بھی نقصان پہنچے گا۔ اسکا بدلہ تمہیں اللہ تعالیٰ دیگا اور

اصل عزت

تو وہی ہے۔ جو جھوٹا الزام آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور ملتی ہے دنیا کی عزتیں کیا ہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ پس ایسی تمام اقسام کے لوگ خواہ وہ کسی رنگ میں منافقت کر رہے ہوں۔ انکا خیال رکھنا چاہیئے اور ذمہ وار افسروں کو اطلاع دینی چاہیئے تا وہ تحقیق کے بعد مجھے اطلاع دیں۔ اور ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ آخر دنیا میں جھوٹے بھی ہیں فاسق بھی۔ فاجر بھی ہیں۔ اور کافر بھی۔ ہم کوئی ٹھیکیدار نہیں۔ کہ سب کا خیال رکھیں جس دن ایک شخص ہم سے علیحدہ ہو جائے۔ پھر وہ جو چاہے کرے ہم اس سے بری الذمہ ہوں گے۔ لیکن اگر تم ہوشیاری سے کام نہ کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لو گے۔ اور خدا کہیگا۔ میں نے اس بندے کو دل اور دماغ دیا تھا۔ عقل دی تھی۔ مگر اس نے کچھ نہ سوچا نہ سمجھا۔ پس اپنے کانوں کو کھول کر رکھو۔ اور ہر شخص کی جو منافقت کرتا ہے۔ نگرانی کرو۔ اور مجھے ایسے لوگوں کی اطلاع دو مگر اطلاع دے کر

اصلاح کی کوشش کرو

اب اکثر یوں ہوتا ہے۔ کہ ایک مجرم اور منافق کو ایک قصور پر جب ملامت کی جاتی ہے۔ تو وہ دس آدمیوں کے سامنے کہدیتا ہے۔ کہ میں معافی مانگتا ہوں۔ حالانکہ وہ نو دفعہ پہلے ایسے قصور کا ارتکاب کر چکا ہوتا ہے اگر وہ لوگ سلسلہ کے کارکنوں کو ایسی اطلاعات پہنچا دیتے تو جس وقت تیسری یا چوتھی بار ایسے شخص کے متعلق خبر پہنچتی۔ تو ذمہ وار افسر اس کا مناسب انتظام کر سکتے۔ مگر اب جس وقت کوئی منافق اس قسم کی بات کرتا ہے۔ تو سننے والے سمجھتے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ایسی بات کر رہا ہے۔ اس لئے درگذر کے قابل ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کئی مرتبہ اور کئی جگہوں میں ایسی بات کہہ چکا ہوتا ہے۔ پس نقص یہ ہے۔ کہ ایسی خبریں ایسی ذوات تک محدود رکھی جاتی ہیں۔ اور ان لوگوں تک نہیں پہنچائی جاتیں۔ جو مناسب انتظام کر سکتے ہیں۔ تو

منافق کی نگرانی

رکھنا۔ اور اس کی خبر افسران متعلقہ کو پہنچانا اہم فرائض میں سے ہے۔ اسی طرح باہر کے دشمن ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ میں

لوکل کمیٹی کے کارکنوں کو

بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ خاص طور پر حالات کا مطالعہ کرتے رہیں اور جہاں اپنے آدمیوں میں سے کمزوروں کے اعمال کا خیال رکھیں وہاں پولیس کے مقامی کارکنوں کے کاموں کا بھی خیال رکھیں اور اگر قابلِ اعتراض بات دیکھیں۔ تو اسے فوراً ضلع کے حکام کے نوٹس میں لائیں۔ اور ضروری ہو۔ تو محکمہ امور خارجیہ کی معرفت اوپر کے حکام کے سامنے بھی لائیں۔ لیکن صداقت کو ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑیں۔ اور بلا وجہ کسی سے دشمنی نہ کریں۔ اور اگر دیکھیں۔ کہ کسی شخص کے متعلق غلط اطلاع ملی ہے تو غلطی کی اصلاح کر دیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر محکمہ میں اچھے بھی آدمی ہوتے ہیں۔ اور برے بھی۔ پس جہاں برے آدمیوں کے شر سے بچیں وہاں اچھے آدمیوں کے کام کی قدر بھی کریں۔ اور اگر کوئی ایسا شخص جس سے جماعت کو شکوہ ہو۔ اپنی اصلاح کر لے۔ تو چاہیئے۔ کہ جماعت بھی اس کے متعلق اپنا رویہ بدل لے۔ اور کینہ سے کام نہ لے۔ کہ کینہ ور آدمی اللہ تعالیٰ کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ میں

اپنے مخالفوں سے

بھی کہتا ہوں کہ خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا سکھ ہوں۔ یا کوئی۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ گو ہم کمزور ہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک منظم جماعت ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ستایا جائے۔ تو ایک چیونٹی بھی ایسا کاٹتی ہے۔ کہ سوتے ہوئے کو بیدار کر دیتی ہے۔ اور اس لحاظ سے اگر ہم چیونٹی کی طرح بھی کمزور ہوں۔ تب بھی ہم اپنی جماعت کی حفاظت کے لئے وہ کچھ کر سکتے ہیں کہ جو دوسروں کے لئے تکلیف کا موجب ہو۔ پس بلا وجہ ہماری مخالفت کے طریق سے انہیں باز رہنا چاہیئے۔ اور برابر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ گو ہم چیونٹیوں کی طرح کمزور ہیں۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیروں کے قائم مقام بنایا ہے۔ جو احمدی اس حقیقت کو نہ سمجھتا ہو۔ وہ بیشک کمزوری دکھائے۔ مگر جو شخص حقیقی طور پر سمجھتا ہے۔ کہ وہ شیروں کے قائم مقام ہے۔ وہ کبھی بزدلی نہیں دکھا سکتا اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔ اور وہ کسی تکلیف یا ذلت یا نقصان کی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر وہ خدا کیلئے جیل میں جاتا ہے تو اسے آزادی خیال کرتا ہے۔ اگر اسے تکلیف پہنچے۔ تو راحت خیال کرتا ہے اگر وہ مارا جائے۔ تو اسے حقیقی زندگی سمجھتا ہے۔ سوچو تو سہی کہ کیا تکلیفیں نہیں آئیں پھر ان تکلیفوں سے انسان کیوں ڈرے جو خدا تعالیٰ کے لئے اسے برداشت کرنی پڑیں پس مخالفین کے آگے کبھی مت گھبراؤ۔ اور مشکلات کی پرواہ نہ کرو۔ اگر

اللہ تعالیٰ کی رضا

کے ماتحت ایک مصیبت آتی ہے۔ تو خوشی سے برداشت کرو۔ پس رونا نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مراسلات

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم مصنّف چٹھی مسیح

جناب والد صاحب مرحوم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ولد حکیم محمد عثمان صاحب ذات مغل خاندان چغتائی میں سے تھے۔ ان کی زبانی سُنا۔ کہ ان کے آباؤ اجداد دہلی سے وزیر آباد آ گئے۔ اور یہاں ہی سکونت اختیار کر لی تھی حسب عادت درس تدریس اور طبابت کا کام کرتے رہے۔ آخر ہمارے دادا صاحب نے کسی دوست کی تحریک پر موضع ترگڑی میں رہائش اختیار کر لی اس گاؤں میں تعلیم اور دین اسلام کا نام تک نہ تھا۔ کیونکہ یہ ہندو زمینداروں کا گاؤں ہے۔

جناب والد صاحب کی پیدائش ۱۸۶۰ء میں ہوئی جب لکھنے پڑھنے کے قابل ہوئے۔ تو قرآن کریم اور اردو کی چند کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ بعد ازاں موضع بٹے والا کے سکول میں جناب منشی احمد الدین صاحب احمدی جو آج کل حضرت نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ کے مشیر قانونی ہیں کے ہمراہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ فارسی کی تعلیم جناب حکیم مولوی کرم الٰہی صاحب ساکن بنا لوالی سے حاصل کی۔ جوانی میں ہی دین کا بہت شوق تھا۔ اس لئے اپنے ہم عمر دوست جگو مل اور نہال چند کو جو اس گاؤں کے ساہوکار تھے۔ اسلام کی تبلیغ کی۔ اور کتاب کیمیائے سعادت پڑھانی شروع کی۔ اس کے بعد دونوں بھائی مسلمان ہو گئے۔ چونکہ چھوٹا بھائی ابھی نابالغ تھا۔ اس لئے اس کی والدہ نے پھر اس کو ہندو مذہب میں شامل کر لیا۔ مگر لالہ جگو مل جس کا اسلامی نام شیخ عبدالرحیم رکھا گیا۔ دین اسلام پر پختہ طور پر قائم رہا۔ اسی موضع کی دھرم سالہ کے مہنت کو بھی تبلیغ شروع کی۔ اور احکام اسلامی سے پورے طور پر واقفیت کرا دی۔ لہٰذا وہ بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ دو اور شخص بھی مسلمان ہونے کو طیار تھے۔ لیکن پہلے مسلمان ہونے والوں کی تکالیف کو دیکھ کر رُک گئے۔ مخالفوں سے اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ مگر اذان بآواز بلند کہنے سے روک دیا۔ اس طرح کافی عرصہ تک اذان بآواز بلند کہنے سے رُکی رہی۔ حسن اتفاق سے جناب والد صاحب کو اشتہارات کے ذریعہ جلسہ مہوتسو لاہور کا علم ہؤا۔ اور لیکچر سننے کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ بعدہٗ قادیان گئے۔ لیکن بیعت نہ کر سکے۔ اور کافی عرصہ رُکے رہے۔ لیکن حضرت اقدس کی کتابوں کا مطالعہ بڑے اشتیاق سے کرتے رہے۔ منشی میراں بخش صاحب مرحوم احمدی جو ڈسٹرکٹ پولیس گوجرانوالہ میں ہیڈ کلرک اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ۳۱۳ صحابیوں کی فہرست میں شامل تھے۔ وہ رشتہ میں جناب والد صاحب کے بہنوئی تھے۔ اتفاق سے منشی میراں بخش صاحب بیمار ہو گئے۔ انہوں نے ملازمت سے ایک سال کی رُخصت حاصل کی۔ اور جناب والد صاحب ان کے علاج کے لئے ان کے ہمراہ قادیان تشریف لے گئے۔ اس طرح وہاں پر انہیں کامل ایک ماہ تک ٹھہرنے کا موقعہ مل گیا۔ کتابوں وغیرہ کے مطالعہ کے ذریعہ معتقد تو ہو ہی چکے تھے۔ مگر کچھ عرصہ زائد سوچنے میں گزر گیا۔ ایک رات دعا کر کے سو گئے۔ رات کو خواب میں دیکھا۔ ایک آدمی ننگی تلوار لے کر جگاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ بیعت کرو۔ صبح کو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے خواب بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ ایک رات پھر دعا کر لو۔ چنانچہ دوسری رات بھی اسی طرح نظارہ دیکھا۔ تیسری رات تو اس ننگی تلوار والے نے نہایت سخت لہجہ میں کہا۔ جلد بیعت کر لو۔ ورنہ خیر نہیں۔ والد صاحب اس خواب سے بہت خوفزدہ ہو گئے۔ اور صبح ہوتے ہی مسجد مبارک میں حضرت اقدسؑ کے حضور خواب بیان کیا۔ اور فوراً بیعت کر لی۔

بعد ازاں تجارت کے لئے ہندوستان چلے گئے۔ وہاں بھی حسب توفیق تبلیغ کرتے رہے۔ اسی سلسلہ میں ملک سراج الدین صاحب سمبڑیالوی کو جو ان کے ہم سفر تھے۔ تبلیغ کی۔ اور بھی کئی دوستوں کو تبلیغ کی۔ ان میں سے ملک سراج الدین صاحب احمدی ہو گئے۔ جو بہت ذہین تھے۔ ان کے ذریعہ سمبڑیال میں کافی جماعت قائم ہو گئی۔ مگر افسوس کہ وہ جلد ہی فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد سفر ہندوستان والد صاحب اپنے گھر واپس آ گئے۔ ان کے ایک شاگرد غلام حسن نے والد صاحب کے آنے سے پیشتر ایک خواب کی بناء پر اذان بآواز بلند کہنی شروع کر دی تھی۔ مخالفوں نے بہت مخالفت کی۔ مگر اس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور والد صاحب کی تحریک سے وہ احمدی ہو گیا۔ کچھ اور آدمی بھی احمدی ہو گئے۔ انہی ایام میں جناب والد صاحب نے ایک پنجابی رسالہ جس کا نام "چٹھی مسیح ابن مریم ولی" رکھا۔ طیار کیا۔ اس کا مسودہ حضرت اقدسؑ کو جو ان دنوں گورداسپور میں تھے۔ پڑھ کر سنایا۔ حضور بہت محظوظ ہوئے۔ اور فرمایا۔ حضرت مسیحؑ کی طرف سے بھی کچھ جواب ہونا چاہیئے۔ والد صاحب نے عرض کیا۔ بہت بہتر۔ چنانچہ والد صاحب نے حضرت مسیحؑ کی طرف سے جواب بھی طیار کر کے پہلے مسودہ کے ساتھ شامل کر کے کتاب کی صورت میں شائع کرا دیا۔ اس کتاب کی کثرت سے اشاعت ہوئی۔ کتاب ہذا کی وجہ سے جناب والد صاحب چٹھی مسیحؑ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس کے بعد سی حرفی ردّ نصاریٰ، مسدس در وفات مسیح۔ ردّ کفارہ۔ دلائل حقہ بر فضائل حُقّہ۔ جھنڈا مہدی دا۔ احمدی نظارہ۔ بجواب نزول منارہ وغیرہ رسالے شائع کرائے۔ اور موضع ترگڑی میں خدا کے فضل سے خاصی تعداد احمدیوں کی ہو گئی۔ جو اب باقاعدہ جماعت کی صورت میں ہے۔ جس کی تعداد بفضل خدا اس وقت ایک سو اسّی (۱۸۰) نفوس پر مشتمل ہے۔ پھر مسجد احمدیہ کے لئے زمین خریدی۔ اور عارضی طور پر ایک کمرہ کچی اینٹوں کا طیار کر لیا۔ اور نلکا بھی لگوا دیا۔ اب خدا کے فضل سے پختہ مسجد طیار ہو گئی ہے۔ ان کی زندگی کا آخری جمعہ جو انہوں نے اپنی جماعت میں پڑھایا۔ اس کے خطبہ میں انہوں نے بیان کیا۔ کہ آجکل میری خوراک چند لقمہ تک رہ گئی ہے۔ اس خیال سے میں تم میں چند دنوں کا ہی مہمان ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپس میں اتفاق اور محبت و اخلاص سے رہو۔ جماعت کی ترقی کیلئے کوشاں رہو۔ اس کے دوسرے روز گوجرانوالہ میں اہلحدیث کا جلسہ تھا۔ وہاں تشریف لے گئے۔ اور اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے گھر ٹھہرے۔ اتفاقاً بیمار ہو گئے۔ طبیعت کمزور ہو گئی۔ حتیٰ کہ ساتویں روز بہت ہی نڈھال ہو گئے۔ اور عشاء کی نماز بڑی مشکل سے لیٹے لیٹے ادا کی۔ حکیم محمد الدین صاحب احمدی کو بلایا۔ انہوں نے آ کر دیکھا۔ اور حوصلہ بڑھایا۔ اسی رات ایک بجے وصیت نامہ لکھوایا۔ اور خود دستخط کئے۔ اور اڑھائی بجے کے قریب بروز سوموار ۲۴ ؍ ۳۔ اس دنیا سے ۶۳ سال کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وصیت اپنی زندگی میں کر چکے تھے۔ بہشتی مقبرہ میں ان کا کتبہ لگ چکا ہے۔ انکی اولاد ۲ لڑکے ۵ پوتے اور تین پوتیاں بفضل خدا اس وقت ہیں۔ احباب اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ کہ مرحوم کو خداوند کریم اپنے قرب میں جگہ عطاء فرمائے۔ اور انکی اولاد کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ (خاکسار:۔ مرزا محمد حسین احمدی سکرٹری جماعت احمدیہ ترگڑی)

مسلمانان شادی وال کا جلسہ

۲۳ر مئی بوقت ۹ بجے رات مسلمانان شادیوال حوز ضلع گجرات کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق آراء پاس ہوئے:۔ (۱) مسلمانان شادیوال ضلع گجرات کا یہ جلسہ بھائی پرمانند ڈاکٹر مونجے اور دیگر متعصب ہندو لیڈروں کے رویہ کو سخت لعنت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ (۲) مسلمانان شادی وال کا یہ جلسہ آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی کی قراردادوں کی پُرزور تائید کرتا ہے۔ (۳) مسلمانان شادیوال جداگانہ انتخاب کی تائید کرتے ہیں۔ (۴) یہ جلسہ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب پنجاب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ ایگزیکٹو آفیسر بل کو نامنظور کر دیں (۵) یہ جلسہ نیشنلسٹ کانفرنس لکھنؤ سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔ (خاکسار سکرٹری انجمن احمدیہ شادیوال ضلع گجرات)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست نومبایعین بابت ۱۹۳۱ء

نمبر	نام	پتہ
۱۰۶۴	اسماعیل صاحب	ضلع گورداسپور
۱۰۶۵	فتح محمد صاحب	〃 〃
۱۰۶۶	فتح محمد صاحب	〃 〃
۱۰۶۷	محمد علی صاحب	〃 〃
۱۰۶۸	محمد بخش صاحب	〃 〃
۱۰۶۹	غلام محمد صاحب	〃 〃
۱۰۷۰	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۰۷۱	ناصر دین صاحب	〃 〃
۱۰۷۲	عطاء محمد صاحب	〃 〃
۱۰۷۳	عبداللہ صاحب	ضلع مظفر گڑھ
۱۰۷۴	نواب دین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۰۷۵	بھولا صاحب	〃 〃
۱۰۷۶	گاماں صاحب	〃 〃
۱۰۷۷	روڑا صاحب	〃 〃
۱۰۷۸	گھسیٹا صاحب	〃 〃
۱۰۷۹	بھولو صاحب	〃 〃
۱۰۸۰	دھنی صاحب	〃 〃
۱۰۸۱	لال دین صاحب	〃 〃
۱۰۸۲	رحمت علی صاحب	〃 〃
۱۰۸۳	خیر دین صاحب	〃 〃
۱۰۸۴	چراغ صاحب	〃 〃
۱۰۸۵	اسماعیل صاحب	〃 〃
۱۰۸۶	فضل الدین صاحب	〃 〃
۱۰۸۷	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۰۸۸	مہر دین صاحب	〃 〃
۱۰۸۹	عمر دین صاحب	〃 〃
۱۰۹۰	فرید صاحب	〃 〃
۱۰۹۱	سخو صاحب	〃 〃
۱۰۹۲	نبی بخش صاحب	〃 〃
۱۰۹۳	دین محمد صاحب	〃 〃
۱۰۹۴	عبداللہ صاحب	〃
۱۰۹۵	چودہری عطاء محمد صاحب نمبردار	〃
۱۰۹۶	غلام حسین صاحب	〃 〃
۱۰۹۷	پیراندتا صاحب	〃 〃
۱۰۹۸	اللہ رکھا صاحب	〃 〃
۱۰۹۹	دین محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۱۱۰۰	فقیر صاحب	〃 〃
۱۱۰۱	جھنڈا صاحب	〃 〃
۱۱۰۲	غلام قادر صاحب	〃 〃
۱۱۰۳	فضل الحق صاحب	〃 لائل پور
۱۱۰۴	ظہور احمد صاحب	〃 〃
۱۱۰۵	طیب صاحب	لکھنؤ شہر
۱۱۰۶	محمد خاں صاحب	ضلع اٹک
۱۱۰۷	فتح محمد صاحب	〃 گورداسپور
۱۱۰۸	نواز خاں صاحب	〃 کیمل پور
۱۱۰۹	حیات محمد صاحب	〃 〃
۱۱۱۰	اللہ رکھا صاحب	〃 〃
۱۱۱۱	غلام حیدر صاحب	〃 اٹک
۱۱۱۲	دولت خاں صاحب	بہاولپور سٹیٹ
۱۱۱۳	مستری تاج الدین صاحب	لاہور
۱۱۱۴	مستری کریم بخش صاحب	〃
۱۱۱۵	محمد شریف صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۱۱۶	محمد رمضان صاحب	〃 جھنگ
۱۱۱۷	شیر محمد صاحب	〃 جالندہر
۱۱۱۸	مسماۃ رنگو اہلیہ شیر محمد صاحب	〃 〃
۱۱۱۹	عنبر جان بی بی	بنگال
۱۱۲۰	فیض النساء صاحبہ	〃
۱۱۲۱	چودہری اللہ رکھا صاحب	بہاولپور سٹیٹ
۱۱۲۲	دولت بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۲۳	برکت بی بی بنت محمد دین صاحب	〃 〃
۱۱۲۴	راجن بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۲۵	نظیر بیگم صاحبہ	〃 〃
۱۱۲۶	غلام نبی صاحب	ضلع لاڑکانہ
۱۱۲۷	غلام علی صاحب	〃
۱۱۲۸	پٹیل صاحب	〃 〃
۱۱۲۹	دین محمد صاحب	〃 〃
۱۱۳۰	جان محمد صاحب	〃 〃
۱۱۳۱	وڈیرہ بہاول صاحب	〃 〃
۱۱۳۲	نواب بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۳۳	عظمت بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۳۴	قائم خاتون صاحبہ	ضلع لاڑکانہ
۱۱۳۵	حاکم بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۳۶	راشنی خاتون صاحبہ	〃 〃
۱۱۳۷	بڈھائی بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۳۸	امام زادی صاحبہ	〃 〃
۱۱۳۹	نور بھری صاحبہ	〃 〃
۱۱۴۰	سلیمہ صاحبہ	〃 〃
۱۱۴۱	محبوب الرحمٰن صاحب	〃 پٹرا بنگال
۱۱۴۲	عبداللہ خان صاحب	〃 ہزارہ
۱۱۴۳	والدہ عبداللہ خان صاحب نعمانی	ضلع ہزارہ
۱۱۴۴	ہمشیرہ صاحبہ عبداللہ خان صاحب	ضلع ہزارہ
۱۱۴۵	خواجہ سلام اللہ صاحب	حیدرآباد دکن
۱۱۴۶	قلندر خان صاحب	ضلع ہزارہ
۱۱۴۷	زبیدہ بیگم صاحبہ	چھاؤنی راولپنڈی
۱۱۴۸	مسماۃ ماسوں صاحبہ	ضلع جالندہر
۱۱۴۹	اہلیہ صاحبہ گیلانی خان صاحب	〃 〃
۱۱۵۰	ولی اللہ صاحب	〃 پشاور
۱۱۵۱	ملک محمد شفیع صاحب	〃 بھروچ
۱۱۵۲	محمد اصغر خان صاحب	〃 گوجرانوالہ
۱۱۵۳	دین محمد صاحب	〃 گورداسپور
۱۱۵۴	بوٹے خان صاحب	〃 ہوشیارپور
۱۱۵۵	رسولاں بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۵۶	عبدالحکیم صاحب	مالیر کوٹلہ
۱۱۵۷	محمد اسماعیل صاحب	ضلع گورداسپور
۱۱۵۸	لال دین صاحب	〃 〃
۱۱۵۹	عبدالعزیز صاحب	〃 〃
۱۱۶۰	دین محمد صاحب	〃 〃
۱۱۶۱	دین محمد صاحب ولد دتا صاحب	〃 〃
۱۱۶۲	کرم دین صاحب	〃 〃
۱۱۶۳	ابراہیم صاحب	〃 〃
۱۱۶۴	روڑا صاحب	〃 〃
۱۱۶۵	عبداللہ ولد میراں بخش صاحب	〃 〃
۱۱۶۶	میاں عبدالغفار صاحب	رزمک
۱۱۶۷	حکیم کرم الدین صاحب	ضلع جالندہر
۱۱۶۸	احمد خان صاحب	〃 مظفر گڑھ
۱۱۶۹	واحد بخش صاحب	〃 〃
۱۱۷۰	عبدالواحد صاحب	〃 〃
۱۱۷۱	علی بخش صاحب	〃 〃
۱۱۷۲	رمضان بی بی صاحبہ	ضلع تھرپارکر سندھ
۱۱۷۳	نور بھری صاحبہ	〃 کیمل پور
۱۱۷۴	چودہری رحمت خان صاحب	〃 سرگودہا
۱۱۷۵	میاں باغ علی صاحب	〃 جالندہر
۱۱۷۶	میاں شیر باز خاں صاحب	〃 جہلم
۱۱۷۷	نور احمد صاحب	ریاست کپورتھلہ
۱۱۷۸	جاگ بی بی صاحبہ	ضلع جالندہر
۱۱۷۹	رولیا صاحب سرہند	ریاست پٹیالہ
۱۱۸۰	رحیم داد صاحب	بلوچستان
۱۱۸۱	حاکم صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۱۸۲	بیگم بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۱۸۳	مستری نور محمد صاحب	ضلع جھنگ
۱۱۸۴	سید شمشاد علی صاحب	کرنال
۱۱۸۵	حکیم غلام حسین صاحب	ضلع کیمل پور
۱۱۸۶	یوسف علی صاحب	〃 لائل پور
۱۱۸۷	محمد شریف صاحب	〃 گوجرانوالہ
۱۱۸۸	شیخ بشیر دلائی صاحب	اڑیسہ
۱۱۸۹	شاہ زمان صاحب	ضلع کیمل پور
۱۱۹۰	مسماۃ سکینہ صاحبہ	نابھ سٹیٹ
۱۱۹۱	مسمی کریم بخش صاحب	〃 〃
۱۱۹۲	مسمی ولی محمد صاحب	〃 〃
۱۱۹۳	علی بخش صاحب	〃 〃
۱۱۹۴	مسماۃ نکو زوجہ اسماعیل صاحب	〃 〃
۱۱۹۵	مسماۃ آکو زوجہ رولیا	〃 〃
۱۱۹۶	محمد اکرام الحق صاحب	کپورتھلہ سٹیٹ
۱۱۹۷	اہلیہ شیخ سراج دین صاحب	ملتان چھاؤنی
۱۱۹۸	عبداللہ صاحب	ضلع منٹگمری
۱۱۹۹	فتح بی بی صاحبہ	〃 شیخوپورہ
۱۲۰۰	غلام حسین صاحب	〃 گورداسپور
۱۲۰۱	غلام محمد صاحب	〃 〃
۱۲۰۲	فضل کریم صاحب	〃 〃
۱۲۰۳	عیدا صاحب	〃 〃
۱۲۰۴	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۲۰۵	خیر الدین صاحب	〃 〃
۱۲۰۶	فرزند علی صاحب	〃 〃
۱۲۰۷	نور محمد صاحب	〃 〃
۱۲۰۸	ہدایت علی صاحب	〃 〃
۱۲۰۹	حاکم صاحب	〃 〃
۱۲۱۰	برکت علی صاحب	〃 شیخوپورہ

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عظیم الشان خوشی میں عظیم الشان رعایت

موتی کوڑیوں کے مول

ایک روپیہ کا مال چار آنے میں

سکھوں۔ آریوں۔ سناتنیوں وغیرہ میں حسب ذیل مسلمہ بہترین تبلیغی کتابیں۔ باوا نانک کا مذہب۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ ست اوپدیش۔ سکھ مسلم اتحاد۔ سکھ اور مسلمان۔ پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب۔ ہندو دھرم و سوراج۔ گائے اور سکھ دھرم۔ اذان اور سکھ مذہب۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ گورو کی بانی۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ جھوٹک مہدی۔ ان تیرہ کتب کے سٹ کی اصل قیمت چھ روپے دس آنے۔ مگر قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کے چھپنے کی خوشی میں ۲۵ جون تک چوتھائی قیمت صرف ایک روپیہ گیارہ آنے گو اس قیمت پر تو اپنا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ یہ تو صرف اس عظیم الشان خوشی میں عظیم الشان رعایت دی جارہی ہے۔ اس غیر معمولی رعایت کیلئے صرف ایک سو سٹ مخصوص کئے گئے ہیں۔ جن کی درخواستیں پہلے آئیں گی۔ انہیں ترجیح رہیگی۔ لہذا فی الفور اپنا آرڈر بھیجئے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

دو کان سرمہ ممیرا

اصل ممیرا کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حکیم خلیفہ اول علیہ الرضوان یہ سرمہ مقوی نظر ہے۔ اور ککروں کے لئے ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی جاری ہو کر نظر کمزور ہو۔ یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو۔ آنکھ دکھتی ہو۔ یا چٹا پڑ گیا ہو۔ یا سرخی یا خارش یا دھند ہو الغرض ہر قسم کی آنکھ کی بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ثابت شدہ ہے۔ اگر کسی شخص نے دو تین ہفتہ استعمال کیا اس کی تکلیف اس سے نہ ہٹے۔ وہ آدمی باقی سرمہ واپس کرے۔ اس کی قیمت میں واپس دوں گا۔ اور قسم اول فی تولہ ۸؎ قسم خاص ۱۲؎ ممیرا فی تولہ ۵؎

ملنے کا پتہ

احمد نور کابلی مقام قادیان
دو کان سرمہ ممیرا

موت کی گرم بازاری

اور امراض دق و سل کی تباہ کاریوں کے سیلاب کو دیکھ کر جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ ایم ایس نے ان لا علاج امراض کا پوری تحقیق و تفتیش کے بعد علاج دریافت کر لیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کا کوئی مرض ایسا نہیں جس کی دوا نہ پیدا کی گئی ہو۔ آپ نے متعدد عربی۔ فارسی اور انگریزی کی طبی کتب سے ان امراض کے متعلق جو کچھ حاصل کیا ہے۔ اس کو البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل کی صورت میں اسطرح یکجا کر دیا ہے کہ اس میں دق کی تعریف اور اس کے اسباب و علامات اس سے بچنے کے طریقے اور علاج نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں۔ کوئی کتبخانہ بلکہ کوئی گھر اس لاجواب کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔ قیمت فی جلد ۱۲؎

ملنے کا پتہ

شوکت تھانوی زرد محل
امام باڑہ آغا باقر (لکھنؤ)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

(میں)

لکھائی چھپائی کا کام نہایت عمدہ۔ بروقت اور بارعایت ہوتا ہے۔ باہر کے دوست فائدہ اٹھائیں

المشتہر۔ چوہدری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

استاد کی ضرورت

ایک دو چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے احمدی استاد کی ضرورت ہے۔ علاوہ رہائش و خوراک کے کچھ تنخواہ بھی دیجاویگی۔ معمر اور فارغ البال کو ترجیح ہوگی۔ درخواست کے ہمراہ اپنے مقامی امیر وغیرہ کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔ محمد عبدالرشید تاجر و پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ

احمدیہ بلڈنگ۔ ضلع گورداسپور

وصیتیں

نمبر ۳۴۲۵:۔ میں محمد طفیل ولد چودھری شیر محمد خان قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر بائیس ۲۲ سال ساکن ہردوروال ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ مارچ ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۱/۸ ۲۸ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی:

العبد:۔ محمد طفیل بقلم خود :: گواہ شد:۔ عبدالرحیم ورق ساز قادیان :: گواہ شد۔ چوہدری عبدالحمید خان بقلم خود۔

نمبر ۲۹۶۲:۔ میں رانی زوجہ حکیم محمد عمر خان قوم راجپوت تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ جنوری ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ ۵۰۰ روپے جو ابھی تک مجھے خاوند سے وصول نہیں ہوا۔ زیورات یکصد روپیہ نقد روپیہ ۲۰۰ کل مبلغ ۸۰۰ روپیہ کی میری جائداد ہے

میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میری اپنی زندگی میں انشاء اللہ کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی:: کاتب الحروف حکیم محمد عمر:: العبد۔ نشان انگوٹھا رانی

گواہ شد۔ حکیم محمد عمر خاوند موصیہ :: گواہ شد۔ محمد الدین ملتانی۔

نمبر ۳۳۸۱:۔ میں محمد سعید ولد خان بہادر چوہدری محمد دین قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۷ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مربعہ اراضی واقعہ چک ۵۸/۱۳ الف ضلع منٹگمری۔ میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی

العبد:۔ محمد سعید چودھری حال قادیان :: گواہ شد:۔ محمد شریف وکیل منٹگمری حال وارد قادیان :: گواہ شد۔ محمد عظیم حال وارد قادیان ۱۲ / ۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— کانپور کی ۵ جون کی خبر ہے کہ وہاں خوفناک آگ لگ گئی۔ جو سارا دن رہی۔ کئی بازار جل چکے ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے۔

— گورنمنٹ کی طرف سے ایک سرکلر جاری کیا گیا ہے۔ اور ارد گرد کے علاقہ میں منادی کرائی گئی ہے۔ کہ کھیوڑہ کے پہاڑوں سے نمک چادروں وغیرہ میں باندھ کر سروں پر اٹھا کر لے جایا جا سکتا ہے۔ مگر جانوروں پر لاد کر لے جانے کی ممانعت ہے۔ یہ رعایت گاندھی ارون سمجھوتہ کے نتیجہ میں ہے کیونکہ اس کی ایک دفعہ یہ بھی تھی۔ کہ ساحلی اور دیہاتی آبادی کے لوگ اپنی ضروریات کے لئے سمندروں کے کناروں اور پہاڑوں کے دامنوں میں رہنے والے اپنی ضروریات کے لئے نمک لے جا سکتے ہیں

— گورنمنٹ کی طرف سے شکارپور (سندھ) میونسپلٹی کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ عنقریب اسے اڑا دیا جائے گا۔

— ۵ جون کو مقدمہ سازش دہلی کے ملزمان نے عدالت میں آنا ترک کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے درخواست دی تھی کہ ان کے وکلاء کے لئے ۲۵۲ روپیہ روزانہ محنتانہ منظور کیا جائے۔ مگر حکومت صرف ۱۲۸ روپے دینے پر رضامند تھی۔

— ۵ جون کو چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کی عدالت میں پراچین کہانی کے مصنف کے قتل کے الزام میں میاں عبداللہ خاں اور امیر احمد خاں کو پیش کیا گیا۔ دونو ملزم ۱۸ سالہ نوجوان اور پنجاب کے باشندہ ہیں۔ وکیل استغاثہ نے واقعات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ تصویر مابہ النزاع سب سے اول ۱۹۲۳ء میں ایک مسلمان نے بنائی تھی۔ چیف کورٹ انسپکٹر نے عدالت سے کہا۔ کہ ایک پرجوش ہجوم باہر شور مچا رہا ہے۔ اور دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مجسٹریٹ نے تمام لوگوں کو احاطہ سے باہر نکل جانے کا حکم دیا۔ اور مقدمہ کی سماعت دس جون پر ملتوی کر دی گئی

— ۴ مئی کو پولیس نے امان اللہ خاں کے مکتوب کے سلسلہ میں چھٹی بار دفتر زمیندار کی تلاشی لی۔ اور نو سو فارسی اور سولہ سو اردو نسخے لے گئی۔

— پنجاب گورنمنٹ کی تحریک پر ریلوے بورڈ نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ جنوری اور فروری ۱۹۳۱ء میں پنجاب سے کلکتہ جانے والی گندم کے کرایہ میں ایک تہائی تخفیف کی جائیگی۔ بشرطیکہ پنجاب سے ہر ہفتہ کم سے کم ۷۵ سو ٹن گندم روانہ کی جائے نیز تمام ہندوستان سے گندم کی برآمد ہر ہفتہ ۲۲۵۰ ٹن کی اوسط سے ہو۔ اور اگر یہ مقدار پوری نہ ہو۔ تو کرایہ کی جس قدر رقم کم ہو وہ گورنمنٹ پنجاب ادا کرے۔ اس اعلان کے بعد پنجاب سے تو گندم کی مشروطہ مقدار باہر جانے لگی۔ مگر باقی حصوں کی اوسط پوری نہ ہو سکی اب حسب معاہدہ گورنمنٹ پنجاب کو ۵۴ ہزار روپیہ ادا کرنا پڑیگا۔

— ۴ جون کو عمان میں شاہ حسین سابق شریف مکہ کا انتقال ہو گیا۔ جس نے جنگ عظیم کے دنوں میں ترکوں سے بغاوت کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ مگر بعد میں ابن سعود کی یورش کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا تھا۔ لاش کو یروشلم لے جایا گیا۔ جہاں مسجد ہیکل میں دفن کی جائیگی

— معلوم ہوا ہے کانگریس کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد جو ۸ جون کو بمبئی میں ہو رہا ہے۔ گاندھی جی وائسرائے سے ملنے کے لئے شملہ جائیں گے۔

— ۴ جون کو لاہور پولیس نے مقامی فارسی جریدہ افغانستان کے مدیر کو غیر ملکی آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کر لیا۔ اور بعد میں پانچ ہزار کی ضمانت اور ۵ ہزار کے ذاتی مچلکے پر رہا کر دیا۔

— محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے۔ کہ کفایت شعاری کو مد نظر رکھتے ہوئے یکم ستمبر ۱۹۳۱ء سے دوسرا گوردوارہ سکھ ٹیلیوتل توڑ دیا جائے گا۔

— دارالعوام میں میجر گراہم پول نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ہندوستان میں انڈسٹریل ریسرچ کا کام شروع کیا جائے۔ جس کے جواب میں وزیر ہند نے کہا۔ کہ یہ بات گورنمنٹ ہند سے تعلق رکھتی ہے۔

— ۵ جون کو مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی نے لندن میں ایک دعوت کے موقعہ پر نائب وزیر ہند سے ہندوستانی مسائل پر گفتگو کی۔ مسٹر جناح بھی موجود تھے اس گفتگو کے بعد مسٹر جناح نے آپ سے فرقہ وار مسائل پر گفتگو کی

— ۲۷ جون کو چیمسفورڈ کلب کی طرف سے نئے وائسرائے کو شملہ میں ایک شاندار دعوت دی جائیگی جس میں بہت رونق کی امید ہے۔ میدانی علاقوں سے بھی کثرت سے لوگ شامل ہوں گے۔ امید ہے۔ کہ لارڈ ولنگڈن اس موقعہ پر کوئی سیاسی تقریر کریں گے۔

— جنوبی ہند میں واقع شہر ناگاپٹم کی ایک خبر مظہر ہے کہ ایک گروہ فرانسیسی علاقہ سے ناجائز طور پر چاندی لایا کرتا تھا۔ ۳ جون کو محکمہ چنگی کے بعض آدمیوں نے اس کا تعاقب کیا۔ باقاعدہ مقابلہ ہوا۔ جس میں اس گروہ کا ایک آدمی مر گیا۔ باقی گرفتار ہوئے۔ اور ان سے ۲۵۰۰ تولہ چاندی برآمد کی گئی۔

— امپیریل بنک کے ایک کلرک کو اسی ہزار کا ایک جعلی چیک بھنانے کی کوشش کے جرم میں پانچ سال کی سزا ہوئی تھی۔ مگر عدالت اپیل نے اسے بری کر دیا۔

— چٹاگانگ پولیس نے ایک نوجوان کو گرفتار کیا۔ جس کے پاس آٹھ کنستر ڈائنامیٹ کے تھے۔ اس کی نشان دہی پر ایک مکان سے بھی تین کنستر برآمد ہوئے۔ نیز عدالت کی عمارتوں کے قریب ۴ کنستر برآمد ہوئے۔ جو ۱۵ انچ گہرے زمین میں مدفون تھے جن کے گرد برقی تاریں لپٹی ہوئی تھیں۔ اور اگلے روز ایک مکان میں مدفون تین کنستر برآمد کئے گئے۔ ان شر انگیزیوں کی وجہ سے وہاں کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔ اور ۱۲ سے ۳۰ سال کی عمر کے تمام نوجوانوں کے لئے شام کو ۷ بجے کے بعد اور صبح ۵ بجے سے پہلے نکلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

— ۴ جون کو کانپور میں خفیہ پولیس کے دو آدمیوں نے ایک مشتبہ شخص کو پکڑا۔ مگر وہ چھوڑا کر بھاگا۔ پولیس والوں نے اس کا تعاقب کیا۔ مگر پیچھے سے تین نوجوانوں نے جو تانگے پر آرہے تھے۔ ان پر ریوالوروں سے فائر کئے جس سے وہ دونوں زخمی ہو گئے۔ اور چاروں انقلاب پسند نکل کر بھاگ گئے۔

— ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کے دفتر کے کئی ہندو کلرک اس وجہ سے موقوف کر دئے گئے ہیں۔ کہ وہ کانگرسی جلوسوں میں شامل ہوتے رہے ہیں۔

— کلکتہ کے ایک پوسٹ آفس میں کوئی شخص چپکے سے ایک پارسل رکھ گیا۔ جس پر لکھا تھا۔ پوسٹماسٹر کے لئے خاص تحفہ۔ اسے کھولنے پر ایک بم برآمد ہوا کسی کی اطلاع پر پولیس نے ایک ہوٹل پر چھاپہ مارا اور تیزاب کیمیائی اجزا اور بم بنانے کا مصالحہ پکڑا گیا۔ ۵ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔

— معلوم ہوا ہے پنجاب کی اقلیتوں یعنی ہندو سکھ اور عیسائیوں کی ایک مشترکہ میٹنگ ۲۶-۲۷ جون کو لاہور میں ہوگی۔ اس کا اہتمام ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔

— ۱۲ جون کو پولیس نے اخبار کیسری لاہور کے دفتر پر چھاپہ مارا۔ اور مختلف تاریخوں کے چار پرچے غیر ملکی آرڈیننس کے ماتحت ضبط کر لئے۔ کہا جاتا ہے۔ اڈیٹر پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

— خان عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی جی سے سرحد کے حالات کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے ۶ جون کو بارڈولی پہنچ گئے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا